عربی زبان اور اسلام

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
بانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

اسلام اور عربی زبان کا جو باہمی محکم رشتہ ہے وہ محتاج بیان نہیں اسلام کا قانون عربی زبان میں ہے، اسلام کا آسمانی صحیفہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے، اسلام کے پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مادری زبان عربی ہے، حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام تر تعلیمات و ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے، اسلام کی اہم ترین عبادت صلوۃ (نماز) جس کو روئے زمین کے تمام مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں، وہ عربی زبان میں ہے۔ یہ نماز ہی توحیدِ اسلام کا اعلیٰ ترین مظہر اور دینِ اسلام کی بنیادی عبادت ہے، پھر ہفتہ واری اسلام کا پیغام، جمعہ کا خطبہ، عربی زبان میں ہے، سال میں دو مرتبہ عمومی واجتماعی پیغام، عید الفطر اور عید اضحیٰ کا خطبہ، تمام دنیا میں عربی میں پڑھایا جاتا ہے۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کی رہنمائی کے لئے جو عجیب و غریب اذکار اور دعائیں، صبح سے شام تک ہر محل و ہر موقع اور ہر کام کے لئے تلقین فرمائیں، عبد و معبود کے درمیان تعلق و رابطہ پیدا کرنے یا اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لئے جن سے زیادہ مؤثر اور کوئی تدبیر نہیں، وہ سب عربی میں ہیں، اسلام کا حسی مرکز، بارگاہِ قدس رب العالمین اور تجلیاتِ الٰہیہ کا سرچشمہ، جس سرزمین میں واقع ہے۔ مکہ مکرمہ (زادھا اللّٰہ شرفاً وتعظیماً وتکریماً ومھابۃً) وہ عرب ہے اور وہاں کے باشندوں کی زبان عربی ہے، سید الکونین رسول الثقلین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ اور دار الھجرۃ جس سرزمین مقدس میں واقع ہے مدینہ منورہ (زادھا اللّٰہ نوراً وطیباً) وہ عرب میں ہے اور اس کے بسنے والوں کی زبان بھی عربی ہے، مکہ معظّمہ جس طرح عدنانی عرب کا مرکز تھا، اسی طرح ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ قحطانی عرب کا مرکز بن گیا، ان دونوں مرکزوں کی زبان اور تہذیب عہدِ قدیم سے آج تک عربی ہے، دونوں قوموں، عدنانی وقحطانی عربوں کا سرمایۂ تاریخ و ادب عربی زبان میں ہے، قرآن کریم اور اسلام کے پہلے مخاطب، جزیرۃ العرب میں بسنے والی پوری آبادی عرب ہے۔ جزیرۃ العرب سے باہر اسلام کے دو اہم ترین مرکز

عراق وشام ہیں۔ دونوں ملک عربی زبان وتہذیب کا گہوارہ تھے اور ہیں، مصر، لیبیا، سوڈان، مغربی افریقہ، الجزائر، تیونس اور مراکش وغیرہ سب عربی بولنے والوں کے مرکزی مقامات ہیں۔ شمالی افریقہ کی اکثریت کی زبان بھی عربی یا بگڑی ہوئی عربی ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمرہ میں شامل عرب فاتحین جو اسلامی فتوحات کے سلسلہ میں سندھ وہند، افغانستان اور بخارا سے لے کر اسپین تک نہ صرف پھیل گئے بلکہ ان ملکوں میں بس بھی گئے تھے، ان کے ذریعہ ان ملکوں میں بھی عربی زبان پہنچ گئی اور چونکہ ان ملکوں کی تمام مسلمان قوموں کا ''دینی سرمایہ'' عربی زبان میں تھا اس لئے ان ملکوں کی بھی دینی اور مذہبی زبان عربی بن گئی، چنانچہ نہ صرف یہ کہ ان ممالک اسلامیہ میں لائق فخر عربی دان پیدا ہوئے، بلکہ عجمی ممالک کے ان مراکز سے عربی کے وہ مایہ ناز ماہرین وموجدینِ علوم وفنون پیدا ہوئے جن کی نظیر کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ انہی عجمی علماء کی بدولت حربی علوم میں صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، لغت، عربی رسم الخط، علم الاشتقاق، عروض وقافیہ، شعروادب اور اسلامی علوم میں تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، عقائد وتوحید وکلام اور آلی علوم میں منطق، فلسفہ، ہیئت ریاضی وغیرہ علوم کا سارا ذخیرہ عربی زبان میں ڈھل گیا اور نہ صرف یہ بلکہ عربی زبان کے حقائق فقہ اللغۃ کی باریکیاں اور حیرت انگیز لسانی خصوصیت عربی تلفظ کی صحت وسہولت کے قواعد وضوابط اور لسانی حسن و جمال کی نیرنگیاں وغیرہ وہ علمی سرمائے ہیں کہ عربی کے علاوہ دنیا کی اور دوسری زبانوں میں ان کا پتہ تک نہیں ہے۔ الغرض دینی علوم ہوں یا اسلامی تاریخ، وحی الٰہی کا منبع ہو یا تعلیم وتربیت نبوی کا سرچشمہ، اتحادِ اسلامی کا عظیم مقصد ہو یا بین المملکتی سیاسی مفادات ومصالح، ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے عربی زبان کی اہمیت سے انکار جنون کے مرادف ہے۔

عصر حاضر میں بھی صحرائے عرب میں، جزیرۃ العرب کے اندر اور جزیرۃ العرب کے باہر، اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت سے جو ''زرِ سیال''، پیٹرول اور دوسرے معاون کے ابلتے ہوئے چشمے نمودار ہو گئے ہیں انہوں نے ان بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں، عرب اقوام کو عزت ومجد اور عظمت وثروت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا ہے کہ آج روس وامریکہ، فرانس وبرطانیہ جیسے اعداء اسلام بھی اپنے اقتصادی وسیاسی وسیاسی مفاد ومصالح کی خاطر ان بدویوں کی خوشامد پر اور اس کے لئے عربی زبان سیکھنے اور بولنے پر مجبور ہو گئے ہیں اسی لئے تمام یورپین ممالک کے لئے عربی زبان وادب کی درسگاہیں کھولنا اور ان کو فروغ دینا ناگزیر ہو گیا ہے۔ کویت کا صحراء آج بھی وہ دولت وثروت اگل رہا ہے، جس کی بدولت انگلستان کی باغ وبہار قائم ہے، اگر آج کویت کی دولت انگلستان کے بینکوں سے نکال لی

جائے تو برطانیہ کا دیوالیہ نکل جائے گا۔

غرض جس طرح عہد ماضی میں روحانی ہدایت کے سرچشمے صحراء عرب سے پھوٹے، آج بالکل اسی طرح مادی دولت وثروت کے سرچشمے بھی اسی سرزمین سے اُبل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین ہو یا دنیا، روحانیت ہو یا مادیت، ہر جہت اور ہر حیثیت سے عربی زبان دنیا کی تمام قوموں کے لئے اپنی غیر معمولی اہمیت کی بناء پر قابل توجہ بنی ہوئی ہے۔

آج ان ممالک کو عربی داں ٹیچروں کی ضرورت ہے، جدید علوم وفنون کے عربی دان ماہرین کی احتیاج ہے، عربی دان ڈاکٹروں، طبیبوں، انجینئروں اور مہندسوں کی ضرورت ہے، اقتصادیات وتجارت کے ماہرین کی حاجت ہے، زراعت وصنعت میں رہنمائی کی ضرورت ہے۔

اگر ہماری عظیم ترین اسلامی مملکت پاکستان اس حقیقت اور صورتحال پر ذرا بھی غور کرتی اور ان ''بین المملکتی مصالح'' کے پیش نظر عربی زبان کی اس غیر معمولی اہمیت کو محسوس کرتی اور نہ صرف اپنے تعلیمی اداروں، یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں عربی زبان وادب کو فروغ دیتی اور ابتدا سے لے کر انتہا تک عربی زبان وادب کو بحیثیت زبان کے لازمی مضمون قرار دیتی، بلکہ ہر طبقہ اور شعبہ کے ماہرین کے لئے مستقل عربی زبان وادب کی تعلیم کے مراکز کھول دیتی تو آج صورتِ حال بالکل بدلی ہوئی ہوتی اور تمام ممالکِ اسلامیہ عربیہ کی تعلیمی، اقتصادی، تجارتی، صنعتی اور زراعتی ضرورتیں پاکستان پوری کرتا اور اس وسیلہ سے ان ممالک کی قیادت بھی پاکستان ہی کے ہاتھ میں ہوتی۔

صرف سعودی مملکت کے ہسپتالوں میں اس وقت ۵۰ فیصد ڈاکٹر پاکستانی ہیں۔ طائف جیسی چھوٹی سی جگہ میں پندرہ پاکستانی ڈاکٹر کام کر رہے ہیں، اگر آج ہمارے گریجویٹ عربی زبان وادب کے ماہر نہ سہی، صرف واقف ہی ہوتے تو ان ممالک میں سو فیصد ڈاکٹر، انجینئر، ٹیچر اور ماہرینِ علوم وفنون پاکستانی ہوتے، اس لئے کہ مملکت سعودیہ عربیہ کے ہمسایہ ممالک شام ولبنان واردن میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ سعودی مملکت کی ضرورتوں کو پورا کرسکیں، جمہوریہ عربیہ متحدہ مصر سے ان کے تعلقات شگفتہ نہیں ہیں اس لئے بمجبوری اور بادل ناخواستہ یورپ و امریکہ جیسے ازلی دشمنِ اسلام ممالک سے یہ ضرورتیں پوری کی جارہی ہیں، اس کے عواقب ونتائج کیا ہوں گے؟ یہ بالکل ظاہر ہے، عرب ممالک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے اور مختلف بلاکوں میں تقسیم کر دینے کے سلسلہ میں ان کی ریشہ دوانیاں بے نقاب ہو چکی ہیں! یہ معلوم کر کے انتہائی صدمہ ہوا کہ حکومت سعودیہ عربیہ نے ایک سو ماہرین تعلیم

امریک سے بلائے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ ان ماہرین تعلیم نے آتے ہی عربی ادب اور قرآن کریم کو مملکت سعودیہ عربیہ کے نصابِ تعلیم سے نکال دیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو:

ع چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

کاش پاکستان کے اربابِ حل وعقد میں ذرا سی بھی اسلامی غیرت وحمیت موجود ہو اور وہ ان حقائق پر ذرا سا بھی غور وفکر کریں اور فی الفور عربی زبان وادب کی تعلیم اور ترویج وتوسیع کی کوشش شروع کردیں اور عربی زبان جاننے والے جدید علوم وفنون کے ماہرین پیدا کرنے لگیں تو اس شرمناک اور غیرت سوز صورتحال کا تدارک بآسانی ہوسکتا ہے۔

جس طرح آج پاکستانی ڈاکٹر سرزمینِ مقدس حجاز میں پہنچے ہوئے ہیں اگر ہمارے تمام تعلیم یافتہ (گریجویٹ) نوجوان بھی عربی زبان وادب سے واقف ہوتے تو مملکت سعودیہ عربیہ کے تمام سرکاری محکمے اور تعلیمی ادارے بھی پاکستانی ماہرین سے معمور ہوتے اور اس تعلیمی اور تربیتی رشتہ اور رابطہ کے بعد دونوں اسلامی ملکوں کے تعلقات کی کیا نوعیت ہوتی؟ اس کا اندازہ آپ خود لگائیے، علاوہ ازیں ممالکِ عربیہ اسلامیہ کی یہ صحیح خدمت انجام دینے کے بعد اغیار کی خفیہ ریشہ دوانیوں سے بھی، جن کا راز اب طشت از بام ہوچکا ہے، مملکت سعودیہ اور دوسرے عربی ممالک کو نجات مل جاتی، دین ودنیا دونوں کی وہ حیرت انگیز کامیابی نصیب ہوتی جس کا تصور کرنا بھی آج مشکل ہے۔

تعلیم جیسی بنیادی واساسی خدمت کی زمام ہاتھ میں آجانے کے بعد عرب ممالک کا نوجوان طبقہ جس کے ہاتھ میں کل حکومتوں کے کلیدی عہدے ہوں گے، یورپین ممالک کے بجائے پاکستان ہی کا رہین منت اور اسلامی تہذیب وتمدن سے متاثر ہوتا۔

افسوس کہ ہمارے حکمرانوں کو ملک وملت کے ان اہم ترین مفادات کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا، نہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنی اغراض (۱) وخواہشات کی بناء پر پاکستان میں عربی زبان وادب اور دینی تعلیم کو کسی بھی قیمت پر برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ فیا غربة الإسلام!!

عربی زبان سیکھنے کے لئے، جہاں تک معمولی نوشت وخواند کا تعلق ہے، صرف تین چار ماہ کا عرصہ کافی ہے۔ ہاں عربی زبان وادب کی مہارت اور لسانی علوم وفنون نہ صرف ونحو، معانی وبیان وبدیع، لغت واشتقاق ومحاضرات، قرآنی اعجاز (۲) کے حقائق تک پہنچنا، اس کے لئے تو بے شک عمریں درکار ہیں اور یہ مرحلہ اتنا مشکل ہے

کہ امت محمدیہ کے مخصوص افراد کے حصہ میں بھی بمشکل ہی آتا ہے، مشہور ہے کہ قرآنی اعجاز کی نقاب کشائی امت میں صرف شیخ عبدالقادر جرجانی اور علامہ زمخشری ہی کر سکے ہیں۔ چنانچہ مشہور مقولہ ہے کہ: لم یدر إعجاز القرآن إلا الإثنان۔

قرآنی اعجاز کی دقیق معرفت تک دو ہی ہستیاں پہنچیں اور اتفاق دیکھئے کہ وہ دونوں اعرج (لنگڑے) تھے۔

ہمارے شیخ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ قدس اللہ سرہ اس پر ذیل کا جملہ اضافہ فرماتے ہیں:

"احدھما من زمحشر والآخر من جرجان" ایک زمخشر کا رہنے والا ہے اور دوسرا جرجان کا۔

بہرحال اگر اب بھی حکومت کے تعلیمی ادارے اور محکمے بی اے یا ایم اے پاس طلبہ کو صرف عربی زبان سکھانے کے لئے ایک عربی زبان کی کلاس تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کھول دیں اور اس کی تعلیم کے لئے جو اِن کی "علمی تحقیق" کا ماخذ ہیں۔ (واللہ بالتوفیق) عرب ممالک شام وعراق واردن ومصر وغیرہ کے ایسے اساتذہ بلائیں جو اردو انگریزی بالکل نہ جانتے ہوں تو ہمارا تجربہ ہے کہ طلبہ چند ہفتوں میں ہی عربی سمجھنے بولنے پر قادر ہوجاتے ہیں۔ اور فصیح عربی زبان کے مقابلہ پر عوامی بول چال کی عربی تو اور بھی آسان ہے اس میں صرف ونحو کے قواعد کی پابندی نہیں کرنی پڑتی۔ اگر عربی کو عربی میں پڑھایا جائے اور ذرا سی لکھنے کی مشق کرائی جائے تو چند ہفتوں میں اچھی خاصی عربی بول چال اور نوشت وخواند کی مہارت پیدا ہو جاتی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی میں یہ صلاحیت واہلیت موجود ہے کہ وہ اپنے اہتمام وانتظام کے تحت ہر دو قسم کی عربی تعلیم کی خدمت انجام دے سکے اور عربی کو عربی میں پڑھانے والے عرب اساتذہ بھی میسر ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ اگر دین کی ضرورت پیش نظر ہو تب بھی عربی علوم سے استفادہ ممکن نہیں اور اگر دنیا کے مصالح، خصوصاً اقتصادی مفادات پیش نظر ہوں تب بھی عربی زبان وادب سے استغناء صحیح اور معقول نہیں۔

عصری تعلیم کا منتہائے نظر پیٹ کی پرورش ہے اور گرانقدر تنخواہیں اور عہدے جدید تعلیم یافتہ حضرات کا معراج کمال ہیں، اس سلسلہ میں بھی آج کل ممالکِ عربیہ اسلامیہ میں ہر قسم کے تعلیمی وتربیتی عہدے اور منصب بآسانی مل سکتے ہیں اور ان ممالک میں تنخواہوں کا معیار بھی کثرتِ زر کی بنا پر پاکستان سے کہیں اونچا ہے صرف عربی زبان سے واقفیت کی کسر ہے۔ أليس منكم رجل رشيد (کیا ہے کوئی ہوش مند درست کار مرد)

☆☆......☆☆